اسلام میں تصورِ حجاب اور اسکی اہمیت وضرورت

ڈاکٹر محمد ارشد
ریسرچ اسکالر، جامعہ کراچی

Abstract:

Islam is a complete Deen and code of conduct for life. It does not only achieve the assent of Allah but it also provides the satisfaction of heart and protects chastity and respect. So Allah has made Hijab mandatory for the Muslim women. In the holy Quran this rule has been explained in seven different places. This rule has been emphasized and elaborated by more than seventy Hadith of Muhammad (SAW), which provide guidance to the people. According to Dr. Asrar Ahmed generally people do not differentiate between "satar, and Hijab", but the injunctions of Shariah relating to these concepts are separate. "Satar" is the part of the body which is mandatory to be hidden by men as well as by women, except husband and wife. A man's "satar" is from "naaf" to "knee" and a woman's "satar", is whole body. "Hijab" is the "purdah" which a woman applies when she comes out of her house.

دین اسلام ایک دین کامل، دین فطرت اور دین الٰہی ہے۔جس سے انسانیت کو ہر قسم کے شرور و فتن سے مکمل تحفظ فراہم کیا جاتا ہے۔شیطانی نجاستوں اور رضائے اخلاق سے بچنے کا اہتمام بھی دین محمدی کرتا ہے۔اسلام مرد و زن کو جسمانی و روحانی، سلامتی اور تحفظ فراہم کرتا ہے۔عورت چونکہ صنف نازک ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے شریعت اسلامیہ کے ذریعے اُس کی عزت و عصمت کی حفاظت کے خصوصی احکامات نازل فرمائے ہیں۔شریعت نے عورت کو حجاب کا پابند اس لئے کیا ہے تا کہ اس کے بدن اور سامان زینت کو غیر محرم نہ دیکھ سکیں۔اسی لئے حجاب سے متعلق قرآن مجید میں تقریباً سات آیات اور احادیث مبارکہ میں ستر سے زائد فرامین رسول ﷺ وارد ہوئے ہیں۔جن میں کسی قسم کی تبدیلی اور کمی بیشی کی قطعاً گنجائش نہیں ہے۔اسلام کا خواتین پر یہ عظیم احسان ہے کہ جسے لاعلمی اور جہالت کی بناء پر لوگوں نے پابندیاں سمجھ رکھا ہے۔لُغت میں لفظ ''حِجاب ''مصدر ہے اور اس کی جمع ''حُجب'' ہے جس کے لفظی معنی ''چُھپانا''، ''پردہ کرنا'' ''دو چیزوں میں حائل ہونے والی چیز اور ''اندر آنے سے روکنا'' وغیرہ ''حاجب'' دربان کو بھی کہتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ ''فلان یحجب الامیر'' یہ کہ فلاں امیر کا دربان ہے یعنی وہ اس کے پاس آنے جانے سے روکتا ہے اور نگرانی کرتا ہے اور عربی میں ''حاجبان'' پلکوں کو بھی کہتے ہیں جو آنکھوں میں گرد و غبار وغیرہ کو روکتی ہیں اور آنکھوں کی حفاظت کرتی ہیں ''حجاب القلب'' اس پردے کو کہتے ہیں جو دل اور پیٹ درمیان حائل ہوتا ہے۔[1] جناب صہیب احمد لکھتے ہیں کہ شریعت اسلامیہ کی اصطلاح ''حجاب'' کی تعریف یہ ہے کہ '' ستر المرأۃ جمیع بد نہا و زینتہا بما یمنع الاجانب عنہا من رؤیۃ شی من بد نہا او زینتہا التی تتزیّن بہا'' [2] یعنی اپنے بدن اور زینت کو اس طرح چھپائے کہ کوئی بھی اجنبی شخص اس کے بدن اور زینت میں سے کچھ بھی نہ دیکھ سکے اس تعریف کی رُو سے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ عورت مکمل پردہ کرے، یہاں تک کہ غیر محرم اور اجنبی لوگ اس کے وجود فانی کی کوئی جھلک نہ دیکھ پائیں۔

جناب محمد اکرم یوں رقمطراز ہیں کہ ''پردہ'' ترجمہ ہے ''حِجاب ''کا جو قرآنی لفظ ہے اور قرآن کریم میں عورتوں اور مردوں کو اپنے اپنے دائرہ کار میں رہ کر اور اپنے اپنے مقام و منصب کے مطابق اپنے فرائض و ذمہ داریوں کو علیحدہ علیحدہ ادا کرنے کی ہدایت دی گئی ہے، اس کے علاوہ گھروں کے اندر اور گھروں سے باہر آنے جانے کے لئے الگ احکام بیان کئے گئے ہیں۔ قرآن کریم میں بیان شدہ ان احکام و ہدایات کو اصطلاح شریعت میں ''احکام حِجاب'' کہا جاتا ہے گویا وہ تمام تعلیمات ، احکام و ہدایات اور قوانین جو عورتوں کے ممتاز اور مقدس مقام و منصب کے مطابق گھروں کے اندر اور گھروں سے باہر آنے جانے کیلئے شرم و حیا اور عفت و عصمت کی حفاظت کے لئے قرآن و حدیث میں بیان ہوئے ہیں انہیں احکام حجاب یعنی پردے کے احکام کہتے ہیں۔[3] ڈاکٹر اسرار احمد ستر اور حجاب میں اس طرح فرق واضح کرتے ہیں کہ شرعی پردے کے حوالے سے اکثر لوگ ''ستر'' اور ''حجاب'' میں کوئی فرق نہیں کرتے حالانکہ شریعت اسلامیہ میں ان کے احکام الگ الگ

ہیں۔ستر جسم کا وہ حصہ ہے جس کا ہر حال میں دوسروں سے چھپانا فرض ہے، ماسوائے زوجین کے یعنی خاوند اور بیوی اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔مرد کا ستر ناف سے لے کر گھٹنوں تک ہے، اور عورت کا ستر ہاتھ پاؤں اور چہرے کی ٹکیہ کے علاوہ پورا جسم ہے۔ایک دوسری روایت کے مطابق عورت کا سارا جسم ستر ہے ماسوائے چہرے اور ہاتھ کے، البتہ مرد کیلئے ناف سے لے کر گھٹنوں تک ستر ہے، ڈاکٹر صاحب مزید لکھتے ہیں کہ البتہ ''حجاب'' عورت کا وہ پردہ ہے جسے گھر سے ضرورت کیلئے نکلتے وقت اختیار کیا جاتا ہے۔[4] مندرجہ بالا اصطلاحات سے یہ معلوم ہوا کہ نساء یعنی عورت چھپا کر رکھنے کی چیز ہے۔لہذا اس کا کھلم کھلا بے حجابانہ مردوں کے ساتھ اختلاط کسی طور درست اور جائز نہیں۔عورت کے بدن اور اس کی زینت کا چھپا کر رکھنا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے فرامین کے عین مطابق ہے اور زینت بھی دو طرح کی ہے ایک وہ زینت جو خلقت کے اعتبار سے ہے یعنی جو پیدائشی طور پر عورت کو عطا کی گئی ہے اور دوسری وہ زینت ہے جس سے عورت خود کو سجاتی سنوارتی اور مزّین کرتی ہے۔اس زینت کو چھپانے کا قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کی خواتین کو حکم دیتے ہوئے فرمایا ہے ''و لا یبدین زینتھن ''[5] وہ (اہل ایمان کی عورتیں) اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں۔علامہ قرطبیؒ کے حوالے سے عبداللہ مُرعی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ زینت دو طرح کی ہوتی ہے ایک ظاہری اور ایک باطنی، جو ظاہری زینت ہے چادر کپڑے وغیرہ تو یہ تمام لوگوں کے واسطے ہمیشہ سے مباح ہے چاہے محرم ہو یا اجنبی اور باطنی زینت جس کا ظاہر کرنا جائز نہیں سوائے اُن کے جن کا ذکر قرآن میں آیا ہے[6] خواتین اسلام کو حجاب یعنی پردے کا حکم لگا کر اللہ پاک نے تا قیامت عورتوں پر بہت بڑا احسان فرمایا ہے اور پردہ صرف پاکستان، ایشیا اور سعودی عرب وغیرہ میں نہیں بلکہ اس کا دائرہ کار تو ہر اس جگہ تک ہے جہاں کوئی بھی مسلم گھرانہ دنیا کے کسی بھی کونے میں آباد ہو۔پردہ خواتین پر ظلم و جبر نہیں بلکہ اسلام نے تو انہیں باعزت مقام دینے کی خاطر ان پر پردہ فرض کیا ہے۔صرف یہی نہیں پردہ پہلے کائنات کی محسن شخصیت حضرت محمد ﷺ کے گھر سے شروع ہوا یعنی یہ مبارک حکم پہلے پہل ازواج مطہراتؓ، بناتِ رسول ﷺ اور پھر عالم اسلام کی تمام مسلم خواتین کو اس کی پابندی کی تلقین کی گئی۔ارشادِ ربانی ہے۔''**یایھا النبی قل لأ زواجک وبناتک ونساء المومنین ید نین علیھن من جلابیھن ذلک ادنی ان یعرفن فلا یوذین**''[7] اے نبی ﷺ! آپ اپنی بیویوں اور اپنی صاحبزادیوں اور مومن عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادریں لٹکالیں، اس سے وہ بہت جلد پہچان لی جائیں گی اور ستائی نہ جائیں گی۔

یعنی بدکردار، خواہش کے طالب اور لفنگے مرد جب شرم و حیا کے دامن میں لپٹی ہوئی عورتوں کو آتے جاتے دیکھیں گے تو پردہ کی برکت کی وجہ سے وہ انہیں کوئی تکلیف نہ دے سکیں گے اور اس طرح ہر اعتبار سے پردہ دار عورتوں کی عفت و عصمت اللہ کے فضل سے محفوظ و مامون رہے گی چنانچہ ایک مرتبہ ایک عرب شاعر نمیری نے حجاج بن یوسف کے سامنے جب یہ شعر پڑھا ''**یخمران اطراف البنان من التقی ویخر بن جنح اللیل معتجرات**'' وہ تقویٰ کی وجہ

سے اپنے ہاتھوں کی پوروں کے کناروں کو بھی ڈھانپ لیتی ہیں اور جب رات کو بھی نکلتی ہیں تو پردے (چادر میں) لپٹی ہوئی ہوتی ہیں تو حجاج بن یوسف نے یہ سن کر فوراً کہا کہ " ھکذا المرأۃ الحرۃ المسلمۃ" یعنی اسی طرح کی تو مسلمان آزاد عورت ہوتی ہے۔[۸] کتابوں میں خواتین کے ایسے متعدد واقعات مرکوز ہیں جنھوں نے بڑھاپے میں بھی پردہ یعنی حجاب کا اسی طرح اہتمام کیا جس طرح وہ اوائل جوانی سے کرتی آرہی تھیں حضرت عاصمؒ فرماتے ہیں کہ ہم کبھی کبھی حضرت حفصہؒ بنت سیرین سے استفادہ علمی اور حصول برکت کیلئے جاتے تھے، حالانکہ وہ بہت بوڑھی ہو چکی تھیں۔ لیکن ہمارے جانے پر وہ ایک بڑی چادر کو اپنے اوپر اوڑھ لیتیں، یہاں تک کہ اس کا نقاب بنا کر چہرے پر گرا لیتیں، ایک دفعہ ہم نے کہا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے قرآن مجید میں تو ارشاد ہے " والقواعد من النساء الّتی لا یرجون نکاحا فلیس علیھن جُناح ان یضعن ثیا بھن غیر متبرّجات م بزینۃ ط "[۹] اور بوڑھی عورتیں جو نکاح کی اُمید نہیں رکھتیں، ان پر کوئی حرج نہیں کہ اگر وہ اپنے زائد کپڑے اُتار رکھیں، بشرطیکہ وہ اپنا بناؤ سنگھار ظاہر کرنے والی نہ ہوں۔ لہٰذا آپؒ کا چادر اوپر کر لینا جلباب ہے اور یہی کافی ہے نقاب کی ضرورت نہیں ہے۔ آپؒ نے فرمایا: اس آیت میں آگے کیا ہے وہ بھی تو پڑھیں ہم نے کہا کہ آگے ہے "وان یستعففن خیر لھن واللہ سمیع علیم "[۱۰] اور اگر وہ اس سے بھی احتیاط کریں تو بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ سننے اور جاننے والے ہیں۔ پھر فرمایا: کہ اس میں منہ چھپانے کا اثبات ہے۔[۱۱]

جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے کہ پردے سے طہارت پاک دامنی اور پاکیزگی حاصل ہوتی ہے اور نفس اور شہوت پر کاری ضرب لگتی ہے۔ انسان کی فکر اور سوچ میں گناہ کا تصور نہیں آتا اور طرفین میں شیطان کی نجاست بھری مداخلت نہیں ہو پاتی اللہ تعالیٰ نے حجاب کا حکم اپنے نبی ﷺ کو دے کر آپ ﷺ کے ذریعے عالم کی خواتین کو اس طرف متوجہ کیا ہے ازواج مطہراتؓ نے جس طرح خوش دلی کے ساتھ حجاب پر عمل کیا اُمتِ مسلمہ کی خواتین کے لئے یہ بڑی دلیل اور حجت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے "واذا سألتموھن متاعا فاسئلوھن من وراء حجاب ذلکم اطھر لقلو بکم وقلوبھن " [۱۲] اور جب تم نبی کی بیویوں سے کوئی چیز طلب کرو تو پردے کے پیچھے سے طلب کرو یہی تمہارے اور ان کے دلوں کیلئے پاکیزگی ہے۔ ذرا غور کیجئے کہ ایک طرف نبی ﷺ کی ازواج مطہراتؓ یعنی اُمت کی مائیں ہیں جن کے ساتھ نبی ﷺ کی زندگی میں اور آپ ﷺ کے بعد کسی بھی مسلمان مرد کا نکاح حرام ہے اور دوسری طرف صحابہ کرامؓ ہیں جن کے متعلق قرآن کہتا ہے کہ رضی اللہ عنہ ورضو عنہ یعنی میں ان سے راضی ہو گیا وہ مجھ سے راضی ہو گئے، جب ایسے انسانوں نے حجاب کی اہمیت سے انکار نہیں کیا اور اس پر عمل کر کے دکھایا تو ہم اور آپ کون ہوتے ہیں جو حجاب کے بارے میں لایعنی باتیں کریں۔

اس بات کو مختصراً یوں بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ جب کوئی شخص دین اسلام کو اختیار کرنے کا اعلان کرتا ہے اور خود کو

مسلمان ظاہر کرتا ہے، خواہ وہ پیدائشی مسلمان ہو یا بعد میں اسلام قبول کیا ہو تو ایسے ہر شخص پر لازم ہے کہ وہ دل سے تمام احکاماتِ دین کا اقرار کرے اور مقدور بھر عمل کی کوشش کرے اور کچھ احکام کو ماننا اور کچھ کا کھل کر یا چھپے لفظوں میں انکار کرنا منافقانہ روش ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دراصل مرد و عورت کیلئے فتنہ کو روکنے والے قواعد و ضوابط واضع کئے ہیں تا کہ نظام خاندان قائم ہو اور لوگ امن و امان سے رہیں اور ہر اس چیز سے منع فرمادیا ہے جس سے عورت و مرد کا کسی بھی وجہ سے فتنہ میں پڑنے کا امکان ہو اسلئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی آیت ''و لا یبدین زینتھن'' (یعنی اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں) اسے حرام فرمادیا اور وہ لوگ بھی ذکر فرمادیئے جس سے عورت کی محرمیت کے رشتہ کی بناء پر فتنہ کا خطرہ نہیں اور عورت کو ان کے سامنے زینت کی ضرورت بھی نہیں اور اگر ان کے سامنے زینت ظاہر ہو جائے تو ان کے نفوس پر اس کا اثر بھی نہیں ہوتا۔[۱۳] اب ذرا مغرب کا حال دیکھئے جہاں مردوں اور عورتوں میں سوائے جسمانی بناوٹ کے جو اللہ تعالیٰ نے تخلیق کی ہے کچھ بھی فرق نہیں سمجھا جاتا ہے اگر وہاں کے مرد نیکر اور بنیاں پہنتے ہیں تو عورتیں بھی اس سلسلے میں مردوں سے چار ہاتھ آگے نکلی ہوتی ہیں اور مختصر ترین لباس زیب تن کئے ہوئے ہیں۔ وہاں کے مردوں نے اگر عورت کو کھیل تماشا بنالیا ہے تو عورت بھی اس بے حجابی اور بے لگام معاشرے میں خود اپنی مرضی سے بے توقیر ہو رہی ہے۔ اپنے جسم کو خود چند ڈالروں میں بیچ کر مرد کی ہوس کا نشانہ بن رہی ہے اور اسی کے شانہ بشانہ کلبوں کا رخ کر رہی ہیں اور عصمت و ناموس پر سمجھوتہ کئے ہوئے ہیں۔ وہاں کی بن بیاہی عورتیں کثرت سے ماں بن رہی ہیں، چند ڈالروں کے عوض جسم کی نمائش پر آمادہ ہیں اور اشتہاروں میں پتلی کی طرح ناچ رہی ہیں۔ شراب اور خنزیر کا گوشت کھا کر بدمست ہو رہی ہیں آخر اُن عورتوں کی کون سی ادائیں اور وفائیں ایسی ہیں جو مشرق کی مسلم عورتوں کو بھا گئی ہیں جس پر یہاں کی مسلم خواتین آزاد ہونے کے باوجود حصول آزادی کے نعرے لگا رہی ہیں۔ میڈیا اور این جی اوز نے مل کر یہاں کی مسلم خواتین کو ورغلا یا ایسے ایسے سبز باغ دکھائے ہیں کہ اب یہاں بھی معاشرے میں مسلم خواتین کی پہچان کیلئے جو کم از کم شکل میں ڈوپٹہ کا تصور تھا سر سے غائب ہوتا جا رہا ہے۔ آج مسلم معاشرے کی خواتین نے مغرب اور ہند کے معاشرے میں عورت کے برہنہ پن کو آزادی سمجھ کر قبول کرلیا ہے۔ رہی سہی کسر الیکٹرنک و پرنٹ میڈیا نے پوری کردی ہے مختصر یہ ہے کہ اشتہارات کو ہی دیکھ لیجئے ہر کمپنی اور ادارے نے اپنی مصنوعات کو مقبول عام کرنے کے لئے چُن چُن کر نیم برہنہ خواتین کی تصاویر اپنی پروڈکٹ کے ساتھ آویزاں کی ہوئی ہیں۔ جن کا اشتہار میں کوئی کردار نظر نہیں آتا سوائے بے ہودگی اور بے حیائی کے ''ہفتہ روزہ خواتین کا اسلام'' کے ایڈیٹر اپنے اداریہ میں لکھتے ہیں کہ ٹی وی اخبارات کے اشتہارات اور سائن بورڈز انسان کا عقیدہ، نظریہ، مسلک، خیالات و افکار، طرز زندگی غرض سب کچھ بدل رہے ہیں۔ یہ اشتہارات معاشرے سے شرم و حیا اور پاکیزگی خیالات کو ختم کر کے جنسی ہیجان کو پیدا کرر ہے ہیں۔ یہ انسان میں لاتعداد خواہشات کا بیج بوتے اور ان سے تن آور درخت اُگاتے ہیں۔ انسان کو خواہشات کا

اسیر کر کے دولت اور عورت کا پجاری بناتے ہیں۔[14] حالانکہ اللہ رب العزت عورتوں سے ایسی خفیہ یا اعلانیہ بغاوت و بے حیائی نہیں چاہتا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے عورت کو ایسی چال ڈھال اور ادائیں دکھانے سے منع فرمایا جس سے اس کی پوشیدہ زینت نمایاں ہونے کا خدشہ اور احتمال ہو اور وہ مرد حضرات جن کے دلوں میں ٹیڑھ ہے اس کی طرف متوجہ ہوں۔ آج بھی حجاب تصور ختم کرنے کے لئے میڈیا کے ذریعے لڑکے لڑکیوں کی باقاعدہ دوستی کے ڈرامے رچائے جارہے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ فرماتا ہے۔" **ولا یضربن بارجلھن لیعلم مایخفین من زینتھن وتوبوا الی اللہ جمیعا ایھا المومنون لعلکم تفلحون**"[15] اور اپنے پیروں کو زمین پر مار کر نہ چلو کہ اس سے تمھاری چھپی ہوئی زینت ظاہر ہو جائے اور مومنو! سب اللہ تعالیٰ کے آگے توبہ کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

مختصراً طور پر یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ جس معاشرہ یا بستی میں حجاب کا رواج نہ ہوگا وہاں بے حجابانہ مردوں اور عورتوں کا میل ملاپ عام ہوگا جس سے آوارگی، بے حیائی، فحاشی اور عریانی پھیلے گی جس کے نتیجے میں بدمعاشی آوارگی اور زنا جیسے گندے، شرمناک اور تباہ کن افعال ہونے لگتے ہیں اس طرح معاشرہ کا تقدس اور امن وسلامتی خطرہ میں پڑ جاتا ہے، لڑائی، جھگڑے، دنگا فساد تک ہی بات نہیں ٹھہرتی بلکہ قتل وغارت گری تک بات پہنچ جاتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ فطری طور پر انسان اپنی ماں، بہن اور بہو بیٹی کی عزت وعفت کو اپنی عزت وغیرت سمجھتا ہے اور جب کوئی اس کی بہو بیٹی یا ماں بہن کی عزت پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کرتا ہے تو کمزور سے کمزور انسان کی رگِ حمیت بھی پھڑک اٹھتی ہے[16] اس سلسلے میں احقر نے اپنے استاد محترم جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد شکیل اوج رئیس کلیہ معارف اسلامیہ، جامعہ کراچی سے ایک ملاقات میں پوچھا کہ مغرب میں جبکہ خواتین کو سو فیصد آزادی حاصل ہے تو وہاں عام بے حیائی ہے ایسی خواتین کے باپ بھائی اور شوہروں کو اپنی عزت وناموس کا خیال کیوں نہیں ہے اور ان کی رگِ حمیت کیوں نہیں پھڑکتی؟ اس پر استاد محترم نے فرمایا کہ خواتین کو آزادی دینے کے بعد وہاں کے مردوں میں بھی حمیت وناموس نام کی کوئی چیز باقی نہیں رہی اور رہی سہی کسر شراب اور خنزیر کے گوشت نے پوری کردی ہے۔[17] دنیا بھر کے اخبارات اور میڈیا کا بنظر غائر مطالعہ کیا جائے تو فہم وفراست رکھنے والا ہر مرد وزن یقیناً اس نتیجے پر پہنچے گا کہ حالیہ چند دہائیوں میں نامحرم مردوں اور عورتوں کے اختلاط نے بے پردگی سے بھی کہیں آگے بڑھ کر بڑے بڑے گل کھلائے ہیں باقاعدہ سوچے سمجھے منصوبے کے تحت۔ جسکی وجہ سے ہر گھنٹے میں درجنوں خواتین بے آبرو کی جاتی ہیں اور امریکہ سمیت یورپ کے کئی ممالک میں اسقاط حمل کالج سے اسکول کی سطح پر آگیا ہے، بے پردگی کی نحوست کی وجہ سے دنیا بھر کے مسلم خاندانوں میں شادی کے ایک سال بعد ہی طلاق کا رجحان خطرناک حد تک بڑھ رہا ہے اور خاندانی نظام میں دراڑیں پڑنے لگی ہیں۔ آج بے حیائی وبے شرمی کی بدولت عورتیں نظر کی حفاظت تو دور کی بات اپنا جسم بھی اچھی طرح چھپانا پسند نہیں کرتیں۔ ایسا کپڑا مارکیٹ میں عام دستیاب ہے جس سے جسم کی

رنگت جھلکتی ہے مگر ذمہ دار حضرات آنکھیں بند کئے گناہ کے اس کام میں برابر کے شریک ٹھہر رہے ہیں۔ مولانا محمد انور اختر مشکوٰۃ شریف کے حوالے سے اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ حضرت وحیہ بن خلیفہؓ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ کے پاس ایک قبطی کپڑا آیا (جو باریک سفید تھا) آپ ﷺ نے وہ کپڑا مجھے دیا اور فرمایا اس کے دو ٹکڑے کرلو ایک خود کُرتا بنالو اور دوسرا اپنی بیوی کو دے دو کہ وہ اس کا خمار (دوپٹہ) بنائے۔ چنانچہ میں جانے لگا تو آپ ﷺ نے فرمایا اپنی بیوی سے کہہ دینا کہ وہ اس کے نیچے دوسرا کپڑا بطور استر لگالے تا کہ ہیئت بدن معلوم نہ ہو۱۸۔ ایک وقت تھا جب خواتین بڑے بڑے دوپٹے، چادریں اور موٹے موٹے برقعے پہن کر نکلا کرتی تھیں افسوس فیشن نے اسلامی حجاب کو بھی آلودہ کردیا۔ اب رنگ رنگ کے اسکارف عبایہ اور برقعے اس قدر فیشنی دستیاب ہونے لگے ہیں کہ انہیں پہن کر پردہ نہیں کیا جاتا گویا کہ دعوت گناہ اور دعوت نظارہ دی جاتی ہے یعنی برائی کا انداز بدلا جارہا ہے جسے ہفت روزہ خواتین اسلام نے جناب فہیم دہلوی کی نظم کی صورت میں یوں بیان کیا ہے۔ جو موجودہ معاشرے پر بہترین تبصرہ ہے۔

بے خبر خاتون مسلم کچھ خبر بھی ہے تجھے
دعوت نظارہ دیتا ہے تیرا پردہ مجھے
اف تیرے سلکن سیہ برقعے کا یہ دلکش تراش
کہہ رہا دیکھنے والوں سے اب ہوشیار باش
جھلماہٹ، سرسراہٹ، دلفریبی، دلکشی
دے رہی ہے ہر نظر کو دعوتِ پردہ دری
کس طرح کہہ دوں کہ ہے یہ تیرے چہرے پر نقاب
کس طرح تسلیم کرلوں تو نہیں ہے بے حجاب
اللہ! اللہ! یہ تکلف اور یہ طرز حجاب
جسم پر برقعہ ہے لیکن انگلیوں میں ہے نقاب
اُف یہ تیری خوبیِ رفتار، یہ بے باک پن
دیکھ! خود ہے مغربی تہذیب تجھ پر خندہ زن
دیکھ تجھ پر اٹھ رہی ہے ہر طرف سے اُنگلیاں
غور سے سن ہو رہی ہیں ہر طرف سرگوشیاں
کیا کہوں کیا کہہ رہی تجھ کو دنیا دیکھ کر
تیرا برقعہ دیکھ یہ تیرا پردہ دیکھ کر
تجھ پہ دنیا کیا ہنسی اسلام پر گویا ہنسی
سرور کونین ﷺ کے احکام پر گویا ہنسی
میں نے مانا دیکھنے والے بُرے، ازحد بُرے
بد معاش و بد چلن، لوفر، لفنگے من چلے
لیکن اتنا سوچ اس میں ہے کسی کا کیا قصور
خود جھلک دکھلائے آکر جب کوئی بن ٹھن کے حور
دیکھنے والوں کی آنکھیں بند ہوسکتی نہیں
تو چھپا سکتی نہیں خود کو اگر پردہ نشیں
بے خبر خاتون مسلم کچھ خبر بھی ہے تجھے
دعوت نظارہ دیتا ہے تیرا پردہ مجھے ۱۹

اللہ تعالیٰ معاف فرمائے آج حقیقت تو یہی ہے جسے شاعر نے شاعری کی زبان میں معاشرے کی تصویر کھینچ کر ہمارے سامنے رکھ دی ہے۔ مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری لکھتے ہیں کہ دین اسلام شرم وحیا، عفت وعصمت، غیرت وحمیت

والا دین ہے۔ اس نے انسانیت کو اونچا مقام عطا فرمایا، انسان اور حیوان میں جو امتیازی فرق ہے وہ اسلام کے احکام پڑھنے سے واضح ہو جاتا ہے۔ اسلام یہ ہرگز گوارہ نہیں کرتا کہ انسانوں میں حیوانیت آجائے۔ اور لوگ چوپایوں کی طرح زندگی گزاریں مردوں اور عورتوں کے اندر جو ایک دوسرے کی طرف مائل ہونے کا فطری تقاضا ہے شریعت اسلامیہ نے ان کی بھی حدود مقرر فرمائی ہیں، حقوق نفس اور حظوظِ نفس سب کا خیال رکھا ہے اور انسان کو شتر بے مہار کی طرح نہیں چھوڑا کہ جو چاہے کھائے اور جو چاہے پہنے اور جہاں چاہے نظر ڈالے اور جس سے چاہے لذت حاصل کرے مولانا صاحبؒ آگے مزید لکھتے ہیں کہ عورت صنف نازک تو ہے ہی کم سمجھ بھی ہے جب اس کو بہکایا جاتا ہے کہ پردہ ترقی کے لئے آڑ ہے اور یہ ملّا کی ایجاد ہے تو وہ اپنی نادانی سے اس بات کو باور کر لیتی ہے اور وہ میلوں، جلسوں، پارکوں، بازاروں اور تفریحی گاہوں میں پردہ شکن ہو کر بے مہابا مردوں کے ساتھ گھومتی پھرتی ہے۔[۲۰]

افسوس اس بات پر ہے کہ مغرب کی جہالت و خباثت کو آزادی اور ترقی سمجھ کر مرد وزن حد سے تجاوز کر رہے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے مردوں اور عورتوں کی راہ متعین کر دی اور حفاظت نظر کا حکم پہلے مرد کو دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: **قـل لـلمومنين يغضوا من ابصار هم يحفظوا فروجهم ذلك ازكىٰ لهم ان اللّٰه خير م بما يصنعون** . (اے نبی ﷺ آپ مسلمان مردوں سے کہہ دیجئے) کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لئے زیادہ پاکیزگی کی بات ہے بے شک اللہ تعالیٰ اس بات سے خوب باخبر ہیں۔ جو کچھ لوگ کیا کرتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے خواتین سے اس طرح خطاب فرمایا: **قـل لـلـمـو منت يغضضن من ابصارهن ويحفظن فرو جهن ولا يبدين زينتهن الا ما ظهر منها و ليضربن بخمر هن على جيو بهن ولا يبدين زينتهن الا لبعولتهن.**

(اے نبی ﷺ مسلمان عورتوں سے کہہ دیجئے) وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جو اس میں سے کھلا رہتا ہے اور اپنے گریبانوں پر چادر ڈال لیا کریں۔ الا مـــــا ظهـــــر .... سے مراد مولانا محمد عاشق الٰہیؒ لکھتے ہیں کہ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ اس سے ثیاب اور جلباب یعنی اوپر کے وہ کپڑے مراد ہیں۔ صاحب تفسیر مظہری بیضاوی سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ استثناء حالت نماز سے متعلق ہے یعنی حالت نماز میں اگر چہرہ اور دونوں گھٹنوں تک ہاتھ کھلے رہے اور غیر محرم کے سامنے مواقع زینت میں سے کوئی حصہ کھولنے کا ذکر ماظهـر مـنها میں نہیں ہے۔ پھر صاحبِ تفسیر مظہری لکھتے ہیں کہ اگر ما ظهـر مـنها سے مواقع زینت تو ضرورت مجبوری کے لئے ہے اظہار زینت کے ارادے کے بغیر جو حصہ ظاہر ہو جائے اس کا استثنیٰ کہا گیا ہے۔ پھر لکھتے ہیں کہ آزاد عورت کے چہرے اور دونوں ہاتھوں کے پوشیدہ رکھنے کا استثنیٰ صرف نماز کیلئے ہے کیوں کہ فرمان خداوندی ہے کہ **يـدنيـن عليهن من جلا بيهن** سے صاف ظاہر ہے کہ عورت اپنا چہرہ نامحرم کے سامنے نہیں کھول سکتی۔ قاری صہیب

احمد الا مـــا ظهـــر منهـــا کی تفسیر کے متعلق لکھتے ہیں کہ سعید بن جبیرؒ کے طریق سے ابن عباسؓ سے یوں منقول ہے کہ وجههـا و كفيهـا و الخاتم یعنی کوئی زینت ظاہر نہ کریں مگر عورت اپنا چہرہ، ہتھیلیاں اور انگوٹھی ظاہر کرسکتی ہے جس کا مدعا یہ سامنے آیا ہے کہ چہرے اور ہاتھوں کا پردہ نہیں اور انگوٹھی بھی ہاتھ میں ہی پہنی جاتی ہے۔

بلا شبہ صحابیؓ کی تفسیر حجت ہے لیکن جب ایک صحابی کی تفسیر دوسرے صحابی سے متعارض ہو تو پھر دونوں تفسیروں کو سامنے رکھ کر بقیہ دلائل کو ملا کر مقارنہ کیا جائے اور نتیجہ اخذ کیا جائے گا یہ مذکورہ تفسیر جو کہ سعید بن جبیرؒ کے طریق سے پہنچی ہے گویا سعید بن جبیرؒ جو کہ ابن عباسؓ کے شاگرد تھے ان کا موقف بھی یہی تھا کہ سعید بن جبیرؒ کا قول ہے کہ ظاهـر الـزينة هو الثياب ظاہر سے مراد کپڑے تو ایک طرف ہاتھ، چہرے اور انگوٹھی کو نقل کیا جائے اور دوسری طرف ان سے مراد صرف کپڑے ذکر کیا جو کہ قرین قیاس ہے کیوں کہ قرآن کریم میں الا مـاظهـر منها ہے مگر جو کچھ ظاہر ہو چہرہ اور ہاتھ اور انگوٹھی تو از خود ظاہر نہیں ہوسکتے بلکہ کپڑے اور برقعہ وغیرہ از خود ظاہر ہوسکتا ہے اُن کو چھپایا نہیں جاسکتا کیونکہ انہی کپڑے اور برقعہ اور چادر سے ہی تو زینت چھپائی تو اس کو چھپانے کے لئے ایک اور چادر لے لی گئی تو وہ چادر ظاہر ہوگئی معلوم ہوا کہ جو خود ظاہر ہوتا ہے وہ کپڑے ہی ہیں ہاتھ، چہرہ اور انگوٹھی نہیں[۲۴] صہیب احمد صاحب مزید لکھتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ واقعہ افک کے بارے میں فرماتی ہیں کہ و کان صفوان یرانی قبل الحجاب فاستيقظت با سترجاعه حين عرفني فخمّرت وجهي عن يجلبابي. صفوانؓ بن معطل نے مجھے پردے کی فرضیت سے پہلے دیکھا ہوا تھا تو جب انہوں نے مجھے دیکھ کر استرجاع (انا للہ وانا الیہ راجعون) کہا تو میں جاگ اٹھی اور میں نے اپنا چہرہ اس (صفوان) سے اپنی جلباب (بڑی چادر) سے ڈھانپ لیا۔

اب دیکھیں جب حضرت عائشہؓ پر تہمت لگی تھی وہ ہار کو ڈھونڈنے لگیں اور پیچھے سے قافلے والے چلے گئے تو وہ اپنی چادر لے کر سوگئیں کہ جب مجھے گم پائیں گے تو آجائیں گے حضرت صفوانؓ بن معطل جو کہ پیادہ کے ریرگارڈ تھے یعنی گری پڑی چیزوں کو اُٹھانے کے لئے لشکر کے پیچھے رہتے تھے اور انہوں نے پردے کی فرضیت سے پہلے حضرت عائشہ صدیقہؓ کو دیکھا ہوا تھا جب انہوں نے دیکھا کہ کوئی کالی سی چیز ہے تو جو ہی انہوں نے پہچانا تو (انا للہ وانا الیہ راجعون) پڑھا تو حضرت عائشہ صدیقہؓ اس آواز سے جاگ گئیں اور فوراً اپنی چادر سے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا تو اس حدیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ عورت کے لئے چہرے کا پردہ ضروری ہے۔[۲۵]

مولانا محمد عاشق الٰہیؒ لکھتے ہیں کہ وعن ام سلمیٰ رضی الله تعالیٰ انها كنت عند رسول الله ﷺ وميمونةؓ اذا قبل ابنِ ام مكتوم فد خلل عليه فقال رسول الله ﷺ احتجبا منه فقلت يا رسول الله ﷺ اليس هو اعمٰى يبصرنا فقال رسول الله ﷺ فعميا وان انتماالستما تبصرانه.

اُم المومنین حضرت اُم سلمیٰؓ فرماتی ہیں کہ میں اور میمونہؓ ہم دونوں حضورﷺ کے پاس تھیں کہ اچانک حضرت عبد اللہ بن اُم مکتومؓ سامنے سے آگئے اور رسولﷺ کے پاس آنے لگے چونکہ وہ نابینا تھے اسلئے ہم دونوں نے ان سے پردہ کرنے کا ارادہ نہیں کیا اور اسی طرح اپنی جگہ پر بیٹھی رہیں رسولﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ان سے پردہ کرو میں نے عرض کیا یا رسولﷺ کیا وہ نابینا نہیں ہیں؟ ہم کو تو وہ نہیں دیکھ رہے ہیں۔اس کے جواب میں رسولﷺ نے ارشاد فرمایا کیا تم دونوں بھی نابینا ہو؟ کیا تم دونوں ان کو نہیں دیکھ رہی ہو۔

تشریح میں فاضل مؤلف لکھتے ہیں کہ عورتیں بھی جہاں تک ممکن ہو سکے نظر نہ ڈالیں۔حضرت عبداللہ ابنِ اُم مکتوم نابینا صحابی تھے اور دوسری طرف آپﷺ کی بیویاں (یعنی دونوں ازواج مطہراتؓ) نہایت پاک دامن تھیں۔اس کے باوجود آپﷺ انہیں حکم فرمایا کہ وہ عبداللہؓ سے پردہ کریں۔یعنی ان پر نظر نہ ڈالیں۔۲۶

غور فرمائیں اللہ کے رسولﷺ موجود ہیں ایک طرف نابینا صحابیؓ ہے دوسری طرف اُمت کی مائیںؓ ہیں جہاں بدنظری کا سوچنا بھی ناممکنات میں سے تھا۔وہاں آپﷺ نے اس قدر سختی فرمائی اور اُمت کے مرد و زن کو پردے کی حقیقت و اصلیت اور اس کی حقیقت سے آگاہ کیا آج خواتین کی کثیر تعداد جو مخلوط تعلیمی اداروں سے تعلیم حاصل کر رہی ہیں یا ایسے اداروں میں ملازمت کرتی ہیں جہاں مرد حضرات بھی ہوتے ہیں اور وہاں پردہ نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی بلکہ رواجی پردے کو محض آنے جانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔کئی اداروں میں نوعمر لڑکیوں کو محض اسلئے ملازمت دی جاتی ہے کہ وہ آنے والے کلائنٹ کو خوش آمدید کہیں انٹرٹین کریں یا آنے والی فون کال ریسیو کریں اور بلاضرورت چہک چہک کر باتیں کریں۔اسلام کا قلعہ کہلانے والا وطن عزیز اس وقت فحاشی ،عریانی اور برائی و بے حیائی کی دلدل میں لت پت نظر آرہا ہے نہ جوانوں سے پردہ کیا جارہا ہے اور نہ بزرگوں سے پردہ کو ضرورت سمجھا جارہا ہے۔مفتی رشید احمد لدھیانویؒ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ جب کوئی شخص بوڑھا ہو جائے تو لوگ سمجھتے ہیں کہ اب اس سے پردے کی ضرورت نہیں یہ سراسر جہالت ہے کسی بھی عمر میں قطعی طور پر یہ فیصلہ نہیں کیا جاسکتا کہ اب اس میں قوت باہ بالکل نہیں رہی بالفرض اگر قوت باہ نہ رہی ہو تو کیا بوس و کنار کی قوت بھی نہیں رہی۔۲۷

میڈیا اور نام نہاد این جی اوز نے مشرقی خواتین کو آزادی کے فریب میں مبتلا کر دیا ہے اسلئے یہاں نہ صرف عورتیں بے وقوف بن رہیں ہیں بلکہ مرد بھی احمق بن گئے ہیں اور انہوں نے اپنی بیوی، بیٹی اور بہنوں کو کافی حد تک آزادی دے دی ہے۔جس کا نتیجہ یہ نکل رہا ہے کہ خواتین انتہائی فیشن کے نیم عریاں لباس زیب تن کئے حسن و رعنائی کی دلفریبیوں کے ساتھ بازاروں اور پارکوں کا رخ کرتی نظر آتی ہیں۔ایسے میں من چلے سر بازار اُنہیں کندھا نہ ماریں اور آوازے نہ کسیں تو اور کیا کریں، آئے دن اس قسم کے واقعات میں اضافہ ہوتا جارہا ہے۔افسوس کہ آجکل طوائفوں اور فنکاروں نے

بھی برقعہ پہن کر اسلامی برقعہ اور حجاب کی ساکھ کو شدید نقصان پہنچایا ہے۔ روز نامہ جنگ کی ایک معروف خاتون کالم نگار برقعہ پر اس طرح تنقید کرتی ہیں کہ برقعہ کلچر ہماری جوانی کے زمانے میں اتنے زوروں پر تھا کہ ہم لوگ لیڈیز روم میں برقعہ رکھ کر ڈیبیٹ میں جاتے تھے اور واپس برقعہ اُڑھ کر فلم ''بول'' کی ہیروئن کی طرح گھر لوٹ آتے تھے، پھر یوں ہوا کہ برقعہ کلچر فلمی ستاروں کے ہاتھ آ گیا وہ شاپنگ کرنے اور باہر جانے کے لئے برقعہ استعمال کرنے لگیں۔ بات اور آگے بڑھی شاہی محلے کی خواتین ''نام نہاد شرفاء'' کے یہاں محفل برپا کرنے کے لئے برقعہ استعمال کرتیں اور یوں برقعہ بے نامی کے چکر میں پڑ گیا۔ ہر چند یہ بھی ہوتا تھا کہ صرف اپنے محلے میں آ کر نقاب ڈال لیتیں تھیں باقی جگہ بے نقاب چل لیتی تھیں۔ پھر یہ ہوا کہ ۱۹۷۳ء سے لوگ مشرقِ وسطیٰ روزگار کی تلاش میں جانے لگے اب ان علاقوں یعنی زرق برق عبایا وہاں سے منتقل ہو کر پاکستان میں بھی داخل ہو گیا۔ ساتھ ہی ساتھ ۱۹۷۹ء میں باقاعدہ مجاہدین منظم ہونے لگے ان کا کلچر یعنی داڑھی اور ٹخنوں سے اُونچی شلوار مردوں کے لئے اور خواتین کے لئے صرف آنکھیں ظاہر کرنا یعنی ڈاکٹر فرحت ہاشمی کا کلچر پھیلنے لگا[۲۸] افسوس کہ معروف کالم نگار نے بلا سوچے سمجھے اور بغیر دلیل کے حجاب کو کلچر سے تشبیہ دے دی اور شعار اسلام کا مذاق اڑایا۔ برقعہ / حجاب کے متعلق گفتگو کو حد اعتدال سے آگے لے گئیں۔ محترمہ رضیہ پروین رقم طراز ہیں کہ یہ بات ہر مسلمان مرد اور عورت کو اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ پردہ اللہ کا حکم ہے اس کا مقصد عورتوں کو تحفظ دینا اور اس کی عزت و وقار میں اضافہ کرنا مقصود ہے[۲۹]

مسلمان بہن، بیٹیوں کو ازواج مطہرات اور دختران رسول ﷺ کے سیرت کے مطالعہ کی جتنی ضرورت آج ہے شاید پہلے کبھی نہ تھی۔ مسلم معاشرہ تیزی سے بگاڑ کی طرف گامزن ہے۔ اچھائی لانے کے لئے آہستہ آہستہ ماحول کو حکمت عملی سے سازگار بنایا جائے۔ تب کہیں جا کر اُس کے اچھے اثرات ہو سکتے ہیں۔ آج کے دور میں حجاب پہننا کئی گھرانوں میں آسان نہیں ہے کہ نوجوان بہن، بیٹی اور بیوی کو ادھر حکم دیا اور ادھر اس کی تعمیل ہو گئی زمانے نے مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین کو بھی بہت ہوشیار کر دیا ہے وہ بھی سو سوال کرتی ہیں لہٰذا فضول بحث اور بحث برائے بحث سے گریز میں ہی عافیت ہے۔ فریقین کو چاہیے کہ قرآن مجید کی ان سورتوں کی تفسیر کا مطالعہ کریں اور حجاب سے متعلق احادیث پڑھیں اور شرعی پردے سے متعلق مستند علماء اور اساتذہ کی کتب کا مطالعہ کریں۔ آہستہ آہستہ حکمت اور دانشمندی کے ساتھ خواتین کو حجاب کی طرف مائل کریں اور ان کی حوصلہ افزائی کریں، اور اس سلسلے میں رشتہ داروں اور متعلقین کے اعتراضات کو مسترد کر دیں کیونکہ اللہ کے احکامات کے سامنے گھر والوں یا رشتہ داروں کی احمقانہ باتوں کا کوئی جواز نہیں۔ مفتی رشید احمد اپنی کتاب شرعی پردہ میں لکھتے ہیں کہ بعض عورتیں کہتی ہیں کہ ہم نے فلاں فلاں شخص سے مدت تک پردہ نہیں کیا، اُن کے سامنے آتے جاتے رہے وہ ہماری شکلوں کو اچھی طرح سے دیکھ چکے ہیں اب ان سے پردہ کرنے کا کیا فائدہ؟ یہ بے سمجھی کی بات ہے

اگر کوئی سالہا سال تک کسی گناہ میں مبتلا رہے تو وہ گناہ اس کے لئے حلال نہیں ہو جاتا بلکہ اس پر تو فرض ہے کہ اور بھی توجہ سے مالک حقیقی کے سامنے گڑ گڑا کر توبہ کرے، مزید لکھتے ہیں کہ شرعی پردے کے لئے الگ مکان لینے کی بھی ضرورت نہیں شریعت بہت آسان ہے اور اللہ کی رحمت اپنے بندوں پر بہت وسیع ہے۔ وہ اپنے بندوں کو تنگی میں مبتلا نہیں کرنا چاہتا (جب لوگ ایک ہی مکان میں قیام پذیر ہوں) تو ایسے حالات میں خواتین ہوشیار رہیں اور بے پردگی کے مواقع سے حتی الامکان بچیں۔ لباس میں احتیاط کریں اور سر پر دوپٹہ رکھیں اور مرد بھی آمد و رفت کے وقت ذرا کھنکار کر خواتین کو پردہ کی طرف مائل کریں۔ غیر محرم مرد کی آمد پر اپنا رخ دوسری طرف کرلیں اور اگر ایسا نہ کرسکیں تو دوپٹہ سرکا کر چہرے پر لٹکا لیں اور بلاضرورت شدیدہ غیر محرم سے بات نہ کریں۔[۳۰] بے پردگی ایک ایسی بیماری ہے جس کے متعدد گناہ اور قباحتیں ہیں جن میں سب سے بڑی قباحت اور نقصان یہ ہے کہ یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی کھلی نافرمانی اور بغاوت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ "قل ان كنتم تحبون الله فاتبعونی" اے نبی ﷺ آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری اطاعت کرو دوسرا یہ کہ تبرج یعنی بے پردگی شیطان ملعون کا طریقہ اور ہتھیار ہے اور اسی شیطان نے حضرت حوا کو ورغلایا اور اس طرح حضرت آدم وحوا علیہم السلام جنت سے نکالے گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: **یا بنی آدم لا یفتننکم الشیطان کما اخرج ابویکم من الجنة ینزع عنهما لباسهما لیریهما سوء اتهما** [۳۱] اے اولادِ آدم شیطان تم کو کسی خرابی میں نہ ڈال دے جیسا کہ اس نے تمھارے ماں باپ کو جنت سے باہر کرادیا اس حالت میں کہ اُن کا لباس بھی اُتروادیا تاکہ ان کی شرم گاہیں دکھلائے۔ بے پردگی کی منحوس تاریخ یہ ہے کہ شیطان کے توسط سے یہودیوں اور مشرکوں میں رائج تھی اور ماضی قریب میں آہستہ آہستہ یہ مسلمانوں میں رواج پانا شروع ہوا۔ جناب صہیب احمد لکھتے ہیں کہ اُمتوں کی بربادی میں ان لوگوں کا عورتوں کے فتنے کے ساتھ برباد کرنے میں یدِ طولیٰ ہے جیسا کہ رسول ﷺ نے فرمایا **فاتقو الدنیا واتقو النساء ان اول فتنة بنی اسرائیل کانت فی النساء.** دنیا سے بچو اور عورتوں سے بھی بچو کیونکہ بنی اسرائیل میں پہلا فتنہ عورتوں میں سے تھا۔ چنانچہ ان کی کتابیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے صھیوں کی بیٹیوں کو عقاب وعذاب دیا تو اسی بے پردگی کی وجہ سے دیا[۳۲] بے پردگی بہت سے مسائل کو جنم دیتی ہے اور انسان کو برائی و بے حیائی کی طرف متوجہ کرتی ہے۔ جس سے شادی شدہ مرد و عورت بھی بچ نہیں سکتے۔ لہٰذا بے پردگی کی وجہ سے چُھپ کر لڑکے لڑکیوں کا بے حجابانہ پارکوں اور ہوٹلوں میں ملنا آج کل معمول بنتا جارہا ہے اس برائی کو ختم کرنے کے لئے بہتر ہے کہ والدین اپنے بچوں کی شادی کی فکر کریں اور شادی شدہ مرد حضرات جو انصاف کے تقاضے پورے کرسکتے ہوں انہیں چاہے کہ وہ تعدادِ ازواج کی سنت کو اپنائیں تاکہ فحاشی، عریانی اور بے حیائی معاشرے میں نہ پنپ سکے، اور مسلم خواتین بامقصد اور حیا سے مزین زندگی گزار سکیں۔ خواتین و حضرات کو اپنی اُخروی کامیابی کیلئے اپنی اپنی اصلاح کے لئے

جس طرح سے بھی بن پڑے کوشش کرنی چاہیے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:**الشیطان یعدکم الفقر ویامرکم بالفحشاء واللہ یعدکم مغفرۃ منہُ وفضلاً**۔ ۳۳؎ شیطان تمھیں فقیری کی دعوت دیتا ہے اور فحاشی کا حکم دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ تم سے اپنی مغفرت اور فضل کا وعدہ کرتے ہیں۔کسی عرب شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ **تعدو ا اذئاب علی من لا قلاب وتتقی صولۃ المستنفر الحامی** یعنی بھیڑیا وہاں حملہ کرتا ہے جہاں کتے نہ ہوں اور جہاں لڑنے والا حفاظتی دستہ موجود ہو وہاں حملہ کرنے سے دریغ کرتا ہے۳۴؎ خواتین اسلام شاعر کے ان الفاظ سے بخوبی اندازہ لگا سکتی ہیں کہ شرعی حجاب اُن کے تحفظ اور پہچان کیلئے کس قدر ضروری ہے۔اگر وہ حجاب سے بغاوت کریں گی تو اپنا ہی نقصان کریں گی اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکیں گی۔ارشاد خداوندی ہے۔**تلک حدو اللہ ومن یتعدّ حدود اللہ فقد ظلم نفسہ** ۳۵؎ یہ اللہ کی مقرر کردہ حدود ہیں جو کوئی بھی اللہ کی حدود سے تجاوز کرے گا وہ آپ ہی اپنے اُوپر ظلم کرنے والا ہوگا۔

خلاصہ کلام

اس پورے مضمون کا خلاصہ چند نکات میں اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے کہ اسلام دین فطرت ہے اور جہاں دین کے باقی احکامات اور جزئیات پر عمل لازم ہے وہی مرد وزن کے لئے حجاب کے حکم کو ماننا اور قبول کرنا بھی لازم ہے۔اس میں عورتوں کے حسن اور مقامات زینت کو نہ صرف تحفظ اور وقار بخشا گیا ہے بلکہ اجنبی اور غیر محرم نظروں سے بھی بچایا گیا ہے۔چونکہ عورتوں کا چہرہ مجموعہ محاسن ہے لہٰذا سے کھلا رکھ کر پردے کا اہتمام و التزام نہیں ہوسکتا۔اس کا اصل مقصد اُسی وقت حاصل ہوسکتا ہے جب عورت کا چہرہ حجاب کے اندر رہے اور سامنے اس طرح کپڑا ڈالا جائے کہ زینت کے خدوخال نمایاں نہ ہونے پائیں۔لہٰذا تمام مسالک کے جید علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ چہرے اور ہاتھوں کا کھلا رکھنا باعث فتن ہے۔لہٰذا اس کو کھلا رکھ کر احکامات حجاب کی روح پر عمل پیرا ہونا ناممکنات میں سے ہے۔دورِ جدید کے کچھ اسکالر تو سرے سے ہی حجاب کے قائل نہیں وہ برملا حجاب کا انکار کر کے سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ اُمت مسلمہ کو شرعی حجاب اپنانے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

حوالہ جات

۱۔ صہیب احمد، قاری، ''عورت کا زیور پردہ''، ریاض، سعودی عرب، مکتبہ بیت السلام، س ن، ص ۹.

۲۔ ایضاً.

۳۔ قریشی، محمد اکرام، ایم اے ''پردہ کیوں ضروری ہے''، کراچی، صدیقی ٹرسٹ، س ن، ص ۵، ۶.

۴۔ اسرار احمد، ڈاکٹر، ''شرعی پردہ کیا اور کیسے''، ویب ایڈریس www.tanzeemislami.org، ص ۱

۵۔ القرآن الکریم، النور، آیت ۱۳.

۶۔ حامی محفوظ بن عبد اللہ مرعی، مترجم: محمود، ثناء اللہ، مفتی، ''اسلام اور دیگر مذاہب اور معاشروں میں عورت کے حقوق و مسائل'' کراچی، دارالاشاعت، ۲۰۰۱ء، ص ۱۸۹.

۷۔ القرآن الکریم، الاحزاب، آیت ۵۹.

۸۔ صہیب احمد، قاری، ''عورت کا زیور پردہ'' محولہ بالا، ص ۱۲.

۹۔ القرآن الکریم، النور، آیت ۲۰.

۱۰۔ ایضاً.

۱۱۔ ہفتہ روزہ، خواتین کا اسلام، شمارہ نمبر ۳۳۳، دفتر روز نامہ اسلام، کراچی، ۲۶، رجب ۱۴۳۲ھ، ص ۲.

۱۲۔ القرآن الکریم، الاحزاب، آیت ۵۳.

۱۳۔ حامی محفوظ عبد اللہ مرعی، مترجم: محمود، ثناء اللہ، مفتی، ''اسلام اور دیگر مذاہب اور معاشروں میں عورت کے حقوق و مسائل'' محولہ بالا، ص ۱۹۵، ۱۹۶.

۱۴۔ ہفتہ روزہ خواتین کا اسلام، شمارہ نمبر ۳۳۳، محولہ بالا، ۳۰ مئی ۲۰۰۷ء ص ۳.

۱۵۔ القرآن الکریم، النور، آیت ۳۱.

۱۶۔ قریشی، محمد اکرام، ایم اے، ''پردہ کیوں ضروری ہے'' محولہ بالا، ص ۶، ۷.

۱۷۔ ملاقات: اوج، محمد شکیل، پروفیسر"، ڈاکٹر (رئیس کلیہ معارف اسلامیہ، جامعہ کراچی)، ۱۰ جنوری ۲۰۱۲ء.

۱۸۔ انور بن اختر، مولانا، "مثالی دلھن"، کراچی، ادارہ اشاعت اسلام ۲۰۰۳ء، ۴۲۰، ۴۲۱.

۱۹۔ ہفتہ روزہ، خواتین کا اسلام، شمارہ نمبر ۲۰۶، دفتر روز نامہ اسلام، کراچی، ۲۱ فروری ۲۰۰۷ء، ص ۶.

۲۰۔ بلند شہری، محمد عاشق الٰہی، ''تحفۂ خواتین'' کراچی، دارالاشاعت، ۲۰۰۱ء، ص ۲۰۲، ۲۰۳.

۲۱۔ القرآن الکریم، النور، آیت ۳۰.

۲۲۔ ایضاً، ۱۳۱.

۲۳۔ بلند شہری، محمد عاشق الہٰی، ''تحفۂ خواتین''محولہ بالا، ص ۲۰۴.

۲۴۔ صہیب احمد، قاری، ''عورت کا زیور پردہ''محولہ بالا، ص ۱۱۰، ۱۱۱.

۲۵۔ ایضاً، ص ۵۴.

۲۶۔ بلند شہری، محمد عاشق الہٰی، ''تحفۂ خواتین''محولہ بالا، ص ۲۱۶.

۲۷۔ رشید احمد، مفتی، ''شرعی پردہ''کراچی، کتاب گھر، السادات سینٹر، ۱۴۲۴ھ، ص ۶۵.

۲۸۔ کالم نگار، کشور ناھید، روز نامہ جنگ کراچی، ادارتی صفحہ، یکم جولائی، ۲۰۱۱ء، ص ۶.

۲۹۔ رضوی، پروین، ''کیا پردہ ملکی ترقی میں رکاوٹ ہے؟''کراچی، صدیقی ٹرسٹ، س ن، ص ۷.

۳۰۔ رشید احمد، مفتی، ''شرعی پردہ'' محولہ بالا، ص ۶۸تا ۷۰.

۳۱۔ القرآن الکریم، الاعراف، آیت ۲۷.

۳۲۔ صہیب احمد، قاری، ''عورت کا زیور پردہ'' محولہ بالا ، ص ۹۱.

۳۳۔ القرآن الکریم ، البقرہ ، آیت ۲۶۸.

۳۴۔ انور بن اختر، مولانا، ''مثالی دلہن'' محولہ بالا ، ص ۴۲۶.

۳۵۔ القرآن الکریم، الطلاق، آیت ۱.